گُلِ عبّاس

میں ایک چھوٹے سے کالے کالے بیج میں رہتا تھا۔ یہی میرا گھر تھا۔ اس کی دیواریں خوب مضبوط تھیں اور مجھے اس کے اندر کسی کا ڈر نہ تھا۔ یہ دیواریں مجھے سردی سے بھی بچاتی تھیں اور گرمی سے بھی۔ کچھ دن تو میں ادھر اُدھر رہا لیکن میرا گھر کالی مٹّی میں دبا دیا گیا کہ کوئی اُٹھا کر پھینک نہ دے اور میں کسی شریر لڑکے کے پاؤں تلے نہ آ جاؤں۔ زمین کی مدّھم گرمی مجھے بہت اچھی لگتی تھی اور میں نے سوچا تھا کہ بس اب میں ہمیشہ مزے سے یہیں رہوں گا، مگر میرے کان میں اکثر میٹھی میٹھی سریلی سی آواز آتی تھی۔ میں ٹھیک سے نہیں کہہ سکتا کہ آواز کدھر سے آتی تھی، مگر میں سمجھتا ہوں کہ اوپر سے آتی تھی۔ یہ آواز مجھ سے کہا کرتی تھی کہ ''اس گھر سے نکل، بڑھ روشنی کی طرف چل!'' لیکن میں زمین میں اپنے گھر کے اندر ایسے مزے سے تھا کہ میں نے اس آواز کے کہنے پر کان نہ دھرا اور جب اس نے بہت پیچھا کیا تو میں نے صاف کہہ دیا کہ: ''نہیں — میں تو یہیں رہوں گا۔ بڑھنے اور گھر سے نکلنے سے کیا فائدہ۔ یہیں چین سے سونے میں مزہ ہے۔ یہیں! میں تو یہیں رہوں گا۔''

یہ آواز بند نہ ہوئی۔ ایک دن اس نے ایسے پُر اثر انداز سے مجھ سے کہا: ''چلو روشنی کی طرف چلو'' کہ مجھے پھریری سی آ گئی اور مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے سوچا کہ اس گھر کی دیواروں کو توڑ کر باہر نکل ہی آؤں، مگر دیواریں مضبوط تھیں اور میں کمزور۔ اب جب وہ آواز مجھ سے کہتی کہ ''بڑھے چلو'' تو میں پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتا تھا اور مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں بہت طاقتور ہو گیا ہوں۔ آخر کو اللہ کا نام لے کر جو زور لگایا تو دیوار ٹوٹ گئی اور میں ہرا کِلّہ بن کر نکل آیا۔ اس دیوار کے بعد زمین تھی، مگر میں نے ہمت نہ ہاری اور اس کو بھی ہٹا دیا۔ اب میں نے اپنی جڑوں کو نیچے بھیجا کہ خوب مضبوطی سے جگہ پکڑ لیں۔ آخر کو ایک دن میں زمین کے اندر سے نکل ہی آیا اور آنکھیں کھول کر دُنیا کو دیکھا۔ کیسی خوبصورت اور اچھی جگہ ہے۔

© NCERT not to be republished

کچھ دنوں بعد تو خوب ادھر اُدھر پھیل گیا اور ایک دن اپنی کلی کا منہ جو کھولا تو سب لوگ کہنے لگے: ''دیکھو یہ کیسا خوبصورت لال لال گُلِ عبّاس ہے۔'' میں نے بھی جی میں سوچا کہ اس تنگ گھر کو چھوڑا تو اچھا ہی ہے۔ آس پاس اور بہت سے گُلِ عبّاس تھے۔ میں ان سے خوب باتیں کرتا اور ہنستا بولتا تھا۔ دن بھر ہم سورج کی کرنوں سے کھیلا کرتے تھے اور رات کو چاندنی سے۔ ذرا آنکھ لگتی تو آسمان کے تارے آ کر ہمیں چھیڑتے تھے اور اُٹھا دیتے۔ افسوس! یہ مزے زیادہ دن نہ رہے۔ ایک دن صبح ہمارے کان میں ایک سخت آواز آئی۔ '' گُلِ عبّاس چاہیے، ہیں گُلِ عبّاس!'' ''اچھا جتنے چاہے لے لو۔'' ہمارے سمجھ میں یہ بات کچھ نہ آئی اور ہم حیرت ہی میں تھے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ اور ارادہ کر رہے تھے کہ ذرا چل کر اپنے دوست ستاروں سے کہیں کہ دوڑو! ہماری مدد کرو، یہ کیسا معاملہ ہے! اتنے میں کسی نے قینچی سے ہمیں ڈنٹھل سمیت کاٹ لیا اور ایک ٹوکری میں ڈال دیا۔

اب یاد نہیں کہ اس ٹوکری میں کتنی دیر پڑے رہے۔ وہ تو خیر ہوئی کہ میں اوپر تھا نہیں تو گھٹ کر مر جاتا۔ شاید میں سو گیا ہوں گا، کیونکہ جب میں اُٹھا ہوں تو میں نے دیکھا پانچ چھ اور ساتھیوں کے ساتھ مجھے بھی ایک خوبصورت تاگے سے باندھ کر کسی نے گُلدستہ بنایا ہے۔ آس پاس نظر ڈالی تو نہ باغ کی روشیں تھیں، نہ چڑیوں کا گانا۔ سڑک کے کنارے ایک چھوٹی سی میلی کچیلی دُکان تھی۔ ہزاروں آدمی ادھر اُدھر آ جا رہے تھے۔ یکّے گاڑیاں شور مچا رہی تھیں۔ فقیر بھیک مانگ رہے تھے اور کوئی ایک پیسہ نہ دیتا تھا۔ میرا جی ایسا گھبرایا کہ کیا کہوں۔ ستاروں کو ڈھونڈا تو ان کا پتہ نہیں، چاند کو تلاش کیا تو وہ غائب۔ سورج کی کرنیں بھی سڑک تک آ کر رُک گئی تھیں اور میں پکارتے پکارتے تھک گیا کہ: ''مجھے جانتی ہو؟ روز ساتھ کھیلتی تھیں، ذرا پاس آؤ اور بتاؤ کہ یہ معاملہ کیا ہے؟'' مگر وہ ایک نہ سنتی تھیں۔ شام ہونے کو آئی تو ایک خوبصورت لڑکی دکان کے پاس سے گزری۔ ہماری طرف دیکھا۔ پھولوں والے نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس زور سے جھٹکا دے کر لڑکی کے سامنے رکھا کہ میری اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔

پھولوں والوں نے کہا: ''بیٹی! دیکھو کیسے خوبصورت گُلِ عبّاس ہیں۔ ایک آنے میں گُلدستہ، ایک آنے میں۔''

لڑکی نے اکنّی دی اور ہمیں ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے ہاتھ ایسے نرم نرم تھے کہ یہاں آکر جان میں جان آئی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد شاید میں بے ہوش ہو گیا۔ اصل بات یہ تھی کہ پانی نہیں ملا تھا اور پیاس بہت لگی تھی۔ لڑکی

نے شیشے کے ایک گُلدان میں پانی بھر کر ہمیں پلایا تو ذرا طبیعت ٹھیک ہوئی اور میں نے سر اُٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ اب میں ایک صاف کمرے میں تھا۔ جس میں کئی بستر لگے ہوئے تھے۔ ایک طرف سے ایک بیمار لڑکی کی آواز سنائی دی: ''ڈاکٹر صاحب! کیا میں اچھی نہیں ہوں گی، کیا اب میں کبھی چل پھر نہ سکوں گی؟ کیا کبھی باغ میں کھیلنے نہ جا سکوں گی۔ اور کیا اب کبھی گُلِ عبّاس دیکھنے کو نہ ملیں گے؟'' یہ کہتے کہتے بچی کی ہچکی بندھ گئی۔ آنکھوں سے آنسو پونچھ کر کروٹ لی تو اس کو میں اور میرے ساتھی گلدان میں رکھے ہوئے دکھائی دیے۔ لڑکی خوشی سے تالیاں بجانے لگی۔ پاس جو نرس کھڑی تھی اس نے ہمیں اُٹھا کر اس لڑکی کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس پیاری بچّی نے ہمیں چوما۔

اس کے گورے گورے گالوں میں ہماری سُرخی کی ذرا سی جھلک آ گئی۔

اس وقت سمجھ میں آیا۔ بیج کا گھر چھوڑ کر روشنی کی طرف بڑھنے کی غرض یہی تھی کہ ایک دُکھیاری بیمار بچّی کو کم سے کم تھوڑی دیر کی خوشی ہم سے مل جائے۔

(غلام عباس)

معنی یاد کیجیے

گلِ عباس	:	ایک قسم کا پھول جن میں سے کچھ خالص سرخ، کچھ گلابی، کچھ زرد اور کچھ پانچ رنگ کے ہوتے ہیں، اِسے گلِ عباسی بھی کہتے ہیں
مدّھم	:	دھیما، آہستہ
سریلی	:	مدھر آواز، ایسی آواز جس میں سُر ہو
پھریری	:	جھُرجھری
ہرا کِلّہ	:	ہری کونپل

روشیں : روش کی جمع، کیاریوں کے درمیان کا راستہ، پگڈنڈی
اکنّی : ایک آنہ، ایک سِکّہ جو چار پیسے کے برابر ہوتا تھا۔

سوچیے اور بتایئے۔

1. گُلِ عبّاس کا گھر کیسا تھا؟
2. گُلِ عباس کا نیا گھر کیسا تھا؟
3. گُلِ عباس نے بیج کی دیوار کس طرح توڑی؟
4. باغ سے نکلنے کے بعد گل عباس پر کیا گزری؟
5. گُلِ عباس کو لڑکی کے پاس پہنچ کر کیا محسوس ہوا؟
6. ڈاکٹر سے باتیں کرتے کرتے لڑکی کی ہچکی کیوں بندھ گئی؟
7. بیمار لڑکی کے خوش ہونے کی کیا وجہ تھی؟
8. گُلِ عباس کے ساتھ بیمار بچّی نے کیسا سلوک کیا؟

خالی جگہ کو صحیح لفظ سے بھریے۔

1. میں ایک چھوٹے سے کالے بیج میں ....تھا۔
2. دیواریں مجھے سردی سے بھی بچاتی تھیں اور ....بھی۔
3. دن بھر ہم سورج کی ....سے.........کرتے تھے۔
4. شام ہونے کو آئی تو ایک خوبصورت لڑکی دکان کے................گزری۔
5. اس کے ہاتھ ایسے...............تھے کہ یہاں آکر جان میں ....آئی۔

نیچے دیے ہوئے جملوں کو کہانی کی ترتیب سے لکھیے۔

کچھ دن تو میں ادھر اُدھر رہا لیکن میرا گھر کالی مٹی میں دبا دیا گیا۔

میں ایک چھوٹے سے کالے کالے بیج میں رہتا تھا۔
کسی نے قینچی سے ہمیں ڈنٹھل سمیت کاٹ لیا اور ایک ٹوکری میں ڈال دیا۔
آخر کو اللہ کا نام لے کر جو زور لگایا تو دیوار ٹوٹ گئی۔
شام ہونے کو آئی تو ایک خوبصورت لڑکی دکان کے پاس سے گزری۔
آس پاس نظر ڈالی تو نہ باغ کی روشیں تھیں اور نہ چڑیوں کا گانا۔
ایک طرف سے ایک بیمار لڑکی کی آواز سنائی دی۔
پھولوں والوں نے کہا بیٹی دیکھو کیسے خوبصورت گُلِ عبّاس ہیں۔
ایک دُکھیاری بیمار بچی کو کم سے کم تھوڑی دیر کی خوشی ہم سے مل جائے۔
ڈاکٹر صاحب کیا میں اچھی نہیں ہوں گی۔

صحیح جملوں کے سامنے صحیح (✓) اور غلط کے سامنے (×) کا نشان لگایئے۔

1. ایک کالا کالا سا بیج ہی گلِ عبّاس کا گھر تھا۔ ( )
2. گلِ عبّاس کو دنیا بڑی خوبصورت اور اچھی لگی۔ ( )
3. گُلِ عبّاس کا رنگ پیلا ہوتا ہے۔ ( )
4. پھولوں والوں نے کہا بیٹی ''دیکھو کیسے خوبصورت گُلِ عبّاس ہیں۔ ( )
5. فقیر بھیک مانگ رہے تھے اور کوئی ایک پیسہ نہ دیتا تھا۔ ( )
6. شام کو ایک بدصورت لڑکی دکان کے پاس سے گزری۔ ( )
7. لڑکی خوشی سے تالیاں بجانے لگی۔ ( )
8. اس پیاری بچی نے ہمیں باہر پھینک دیا۔ ( )

عملی کام

- گُلِ عبّاس کی کہانی کا خلاصہ اپنے لفظوں میں لکھیے۔

© NCERT not to be republished

- جن پھولوں کے ناموں سے آپ واقف ہیں ان کی ایک فہرست بنائیے اور اس کے علاوہ دوسرے پھولوں کے بارے میں بھی واقفیت حاصل کیجیے۔

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے۔

چور چلا گیا
اجنبی ہانپ رہا تھا
سورج نکلا

ان جملوں میں چور، اجنبی اور سورج فاعل ہیں۔ چلا گیا، ہانپ رہا تھا اور نکلا فعل ہیں۔ ان جملوں میں مفعول نہیں ہے۔ اس کے باوجود ان جملوں کا مطلب سمجھ میں آتا ہے۔ ایسے جملوں کے فعل کو ''فعل لازم'' کہتے ہیں۔

ایسے فعل جو فاعل کے ساتھ مل کر پورا مطلب بتا دے اسے فعلِ لازم کہتے ہیں۔

سونا، بیٹھنا، دوڑنا، ہنسنا، رونا، آنا اور جانا سے جو فعل بنتے ہیں وہ ''فعل لازم'' ہوتے ہیں۔

غور کرنے کی بات

- آج کی دنیا میں رہنے والے دکھوں اور تکلیفوں سے گھرے ہوئے ہیں، چند لمحوں کی خوشیاں بھی آسانی سے میسّر نہیں ہو پاتیں۔
- اس سبق کا مرکزی خیال یہ ہے کہ گُلِ عبّاس اپنے وجود سے ایک دکھیاری بچّی کو کم سے کم تھوڑی دیر کی خوشی تو دیتا ہے۔ اُس کے گورے گورے گالوں پر سرخی کی جھلک لانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔
- لال لال گلِ عبّاس گلدان میں پا کر لڑکی خوشی سے تالیاں بجانے لگتی ہے۔

© NCERT not to be republished